AL-AHQAQ
https://ahqaq.com/index.php/Journal
Volume.2, Issue.2 (Dec-2024)

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

مسائل طلاق وخلع کا تطبیقی وترجیحی مطالعہ تفسیر النکت کی روشنی میں

Analysis of Divorce and Khula’ in the light of Tafseer al-Nukat

Abdul Basit
Ph D, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore
Dr. Muhammad Waris Ali
Assistant Prof. Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore:
mwarisali@lgu.edu.pk

Abstract:

Tafseer al-Nukat has been written in the context of fiqh by Abu al-Ḥassan bin Muḥammad al-Māwardī. This article aims at the discussion about the Matters of Divorce and Khula’ that has been prevailing in the society day by day. The study is analytical and descriptive. Examples from the book of al-Māwardī have been taken and discussed in the light of Qur’ān, Sunnah and jurisprudence. Al-Māwardī has given preference to some of the jurisprudential matters with arguments. Qur’ān and sunah of the holy prophet have been used as main sources to make it more authentic and reasonable. Moreover the opinions of old and contemporary jurists have been also analyzed and discussed about the matter under discussion. It can be concluded that al-Māwardī has discussed and presented view point of the some of mofasreen of his era and discussed the matters in Islāmic perspective..

Keywords: Tafseer al-Nukat, Abu al-Ḥassan bin Muḥammad al-Māwardī, Divorce and Khula’

علامہ ماوردی کا نام علی بن محمد بن حبیب البصری الماوردی الشافعی ہے ۔ لقب آپ کا قاضی القضاۃ ۴۲۹ ہے ھ میں ملا اور ماوردی (ماء الورد۔ گلاب کے پانی کا اجداد کام کرتے تھے اسوجہ سے کہتے ہیں)۔[1] شمار فقہائے شوافع میں ہوتا ہے۔ کنیت ابوالحسن ہے۔[2] آپ نے علمی ذوق و محبت کرنے والے خاندان میں پرورش پائی۔ ۳۶۴ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ چوتھی صدی کے مفسر اور علمی شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے ہیں، اور قضا کے منصب پر عباسی دور میں فائز رہے۔ اور آپ نے کئی کتب تحریر فرمائیں اور آپ کے شاگردوں میں خطیبِ بغدادی جیسی شخصیت ہیں اور سیاست میں الاحکام السلطانیہ اہم ترین کتاب ہے آپ کی۔ اس تفسیر النکت والعیون جو آپ کی علمی صلاحیت کا بولتا ثبوت ہے بڑے بڑے کبارِ علم ابن کثیر جیسے آپ کے تفسیر سے استفادہ کرتے ہیں۔

امام ماوردیؒ کی تفسیر النکت والعیون (متوفیٰ ۴۵۰ھ) مکمل قرآن کی تفسیر ہے۔ سب سے پہلے ۱۴۰۶ھ میں باقاعدہ اوقاف کویت کی

AL-AHQAQ
https://ahqaq.com/index.php/Journal
Volume.2, Issue.2 (Dec-2024)

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

جانب سے اشاعت کی گئی، اس پر تحقیقی و تخریجی کام ہوئے ہیں۔ میرے پاس دار الکتب العلمیہ بیروت کا نسخہ ہے جو کہ چھ جلدوں میں ہے۔ جس پر سید بن عبد المقصود کی تعلیق ہے، یہ تفسیر اہل علم کے ہاں بے حد مقبول ہے اور اس کا شمار متقدمین کی تفسیر میں ہوتا ہے۔ تفسیر طبری کے بعد معروف یہ تفسیر ہوئی اور نامور مفسرین اپنی تفاسیر میں ان کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں، ابن جوزی زاد المسیر میں، ابن تیمیہ اپنی تفسیر میں اور تفسیر قرطبی میں بھی علامہ ماوردی کے تفسیری اقوال نقل کیے گئے ہیں۔[3]

اسلام میں نکاح کو جو عفت و پاک دامنی کا باعث ہے بہت اہمیت حاصل ہے یہ رشتہ تکمیل ایمان کا باعث ہے اور اس میں کبھی الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں کبھی جانبین سے تو کبھی ایک جانب سے غلطی ہوتی ہے شریعت کی تعلیم ہے جانبین سے فریق بیٹھ کر اس کو بر قرار رکھنے کی فکر کریں اگر مخلص ہوں گے تو نباہ ہو جائے گا کبھی دوری کے بغیر کوئی حل نہیں ہوتا تو ابغض المباحات الطلاق ہے اور اگر کبھی غلطی شوہر کی ہو تو وہ عورت کو تنگ مقید کرتا ہے عورت کو خلع کا اختیار دیا ہے تو اس طلاق و خلع کے معاملات میں بے قاعدگیاں ہوتی ہیں۔ زیر تحقیق عنوان جس میں علامہ ماوردی نے طلاق و خلع کے مسائل میں مفسرین کے اقوال ذکر فرمائے ہیں ان کا تطبیقی اور ترجیحی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

طلاق اصلاً دو مرتبہ ہے:

یعنی دو کے بعد پھر حرمت مغلظہ ہے اگر تیسری دیدی اور دو کے بعد ایک طلاق رہتی ہے رجوع کا عدت میں حق ہے لیکن تین کے بعد نہیں،

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ (4)

اس آیت میں فرمایا ہے طلاق دو مرتبہ ہے پھر خوبی کے ساتھ رکھنا ہے یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ ألطلاق مرتان فيه تاويلان۔ علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں اس میں دو قول ہیں (ا) یہ بیان ہے طلاق کے عدد کو بیان کرنے کے لیے دو تک رجعت کا حق ہے یہی قول عروہؒ اور قتادہؒ کا ہے اور روایت ہے حضرت عروہ سے ہشام اور وہ اپنے والد سے یعنی عروہ عبد اللہ بن زبیرؓ سے نقل کرتے ہیں لوگ طلاق دیتے اور عدت ختم ہونے سے قبل رجوع کر لیتے فرماتے ہیں ایک انصار میں سے آدمی نے غصہ میں بیوی کو کہا ہیں تمہارے قریب بھی نہ جاؤں گا لَا أَقْرَبُكِ وَلَا تَحِلِّينَ مِنِّي۔ تم کو چھوڑوں گا بھی نہیں اور قریب بھی نہ جاؤں گا۔ میں طلاق دوں گا تجھے عدت مکمل ہونے سے قبل رجوع کر لیتے اور نبی علیہ السلام سے شکایت کی تو نبی علیہ السلام پر یہ آیت اتری جو طلاق تک رجعت تیسری کے بعد رجوع کا حق نہیں حرمت مغلظہ واقع ہو جائے گی (۲) یہ بیان ہے سنت طلاق کو بیان کرنے کے لئے ایک ساتھ دو یا تین طلاق نہ دے۔ یہی قول حضرت ابن مسعودؓ ابن عباسؓ اور مجاہدؒ کا ہے۔(5)

صاحب تفسیرات احمدیہ ملا جیونؒ فرماتے ہیں اس آیت میں طلاق رجعی کا بیان ہے وہ دور جاہلیت میں تعداد طلاق مقرر نہ تھی حتی کہ اگر کوئی دس بار طلاق دیتا تو رجوع کا امکان ہوتا۔ ایک عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اپنے خاوند کے س طرز عمل کو بیان کیا آپ نے نبی علیہ السلام کے سامنے رکھا یہ آیت نبی علیہ السلام پر نازل ہوئیں

اس میں اگرچہ خبر کے انداز میں دو طلاق کا ذکر ہے مگر یہ امر ہے گویا یوں کہا ہے طلاق رجعی دینی ہو دو بار ہے یہ توجیہ امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کی رائے کے مطابق ہے لیکن ایک دوسری توجیہ ہے جو امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے مطابق ہے کہ طلاق شرعی کا بیان ہے کہ ایک بار طلاق

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

دے پھر دوسری طلاق دے دونوں الگ الگ دی جائیں نہ کہ ایک مرتبہ مرتان سے مراد تکرار ہے ایک طلاق پھر ایک اور دے جسے قول باری ہے ثم ارجع البصر کرتین ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھا مراد ہے۔ یہ نہیں ایک مرتبہ میں دوبارہ دیکھنا ہو یہ طریق سنت نہیں کہ ایک بار میں دو طلاق دیدے کیونکہ اگر دو طلاقیں ایک ہی دفعہ دینا ہوتا ألطلاق مرتان کی جگہ ألطلاق أثنان ہوتا۔[6] اسباب نزول اور نظم الآیۃ کی وجہ سے مفسرین کی آراء میں اختلاف واقع ہوا ہے ألطلاق مرتان میں (۱) ایک رائے ہے طلاق رجعی دو مرتبہ ہے اور آیت عدد طلاق کی وضاحت کے لیے ہے یہ جمہور کی رائے ہے۔ علامہ طبریؒ کی یہی رائے ہے۔[7]

(۲) اور دوسری رائے ہے کہ سنت طلاق کی مناسب ہے مرۃ بعد مرۃ سے ایک کے بعد پھر دوسری ہو یہ احناف میں سے اکثر اور ابو بکر جصاص کی رائے ہے[8]

(۳) تیسری رائے ابن عربیؒ کی ہے فرماتے ہیں بل الأیۃ متضمنۃ لکلا الأمرین[9] آیت دونوں اُمر کو شامل ہے اور یہی رائے علامہ قرطبیؒ کی ہے (341)

الطلاق کے بعد محذوف عبارت م امام مالکؒ کے ہاں ألطلاق المسنون اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں محذوف ہے الطلاق الجائز: حالانکہ ملا جیونؒ نے طلاق مسنون امام اعظم کی طرف منسوب کیا ہے اور امامیہ مکتب فکر کے ہاں الطلاق مرتان : مقصود الطلاق المشروع ہے[10]

دوسرے قول کے قائل حضرات فرماتے ہیں طلاق رجعی دو مرتبہ ہے کوئی مانع نہیں بلفظ واحد تین دو یا دو دیدو مگر واقع ہو جاتی ہے یہی قول امام مالکؒ کا ہے۔[11]

اور امام صاحبؒ کے ہاں تقدیر لفظ جائز کی ہے الطلاق الجائز طلاق بدعی ایک ساتھ تین ٹھیک نہیں مگر واقع ہو جائیگی باقی امامیہ کے ہاں تقدیر ہے ألطلاق المشروع مرتان : ألطلاق الثلاث غیر مشروع ہے یہ لغو ہے جمہور امت اس کے خلاف ہے۔

تطبیق:

باعتبار سبب نزول جن ہوں نے سبب نزول کو معیار بنایا ہے۔

امام شافعیؒ علامہ طبری علامہ ماوردیؒ نے نقل فرمایا ہے عروۃؒ و قتادہؒ کا بیان ہے وہ فرماتے ہیں آیت کا مقصد جاہلیت کی عادت کا رد ہے کہ کئی کئی طلاق مرد دیتے اور رجوع کر لیتا تکمیل عدت سے قبل ہی یہ رائے علامہ آلوسی کی ہے وہ فرماتے ہیں عدد الطلاق مرتان أی أثنان ہے أوتسریح باحسان وہ تیسری طلاق کی بات ہے۔

دوسرے قول کے قائلین جس کو علامہ ماوردیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ کی طرف منسوب کیا ہے کہ انہوں نے ترجیح دی ہے نظم الآیۃ کو سبب نزول پر اس لیے کہ باری تعالیٰ کا قول ہے مرّتان : لیقتضی التکرار یہ تکرار کا متقاضی ہے کہ مرّۃ بعْدَ مَرَّۃ

علامہ نسفی کی رائے:

اور اس بات کی طرف علامہ نسفیؒ نے بھی اشارہ کیا ہے طلاق بمعنی التطلیق ہے تطلیق شرعی طور سے متفرق طور سے طلاق دینا ایک

AL-AHQAQ
https://ahqaq.com/index.php/Journal
Volume.2, Issue.2 (Dec-2024)

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

کے بعد دوسری اس پر اس کا اطلاق ہے نہ کہ ایک ساتھ ایک بار چھوڑا جائے جس طرح ثم ارجع البصر کرّتین (کرّۃ بعد کرّۃ) پر دلالت کرتا ہے نہ کہ کرّتین أثنین اور یہ دلیل ہے احناف کی جمع کرنا دو اور تین طلاق کے مابین ایک طہر میں ایک ساتھ بدعت ہے کیوں کے علامہ نسفیؒ فرماتے ہیں لأنّ اللہ تعالیٰ أمرنا بالتفریق اللہ کریم نے الگ الگ حکم دیا ہے اگرچہ ظاہر خبر ہے مگر امر کے معنی میں ہے تو اعتبارات کا فرق ہے ایک نے سب نزل کی وجہ سے اور دوسرے فریق نے صیغہ نظم کلام کی وجہ سے رائے قائم کی: وگرنہ حکم ان کے ہاں جو نظم کلام سے استدلال کرنے والے ہیں کہ حکم لاگو ہوگا یعنی طلاق ہو جائے گی جو ایک ساتھ دو تین دے مگر برا ہے طلاق دینا اس طرح۔(12)

علامہ طبریؒ کی توجیہ اور تطبیق:

اولیٰ تو ظاہر آیت کے مطابق وہ قول ہے جیسے عروہؒ اور قتادہؒ نے نقل فرمایا ہے اس آیت میں عدد طلاق کی وضاحت ہے جس سے عورت حرام ہوتی ہے باقی کس وقت طلاق دینی ہے کہ جب جائز ہے تو وہ توجیہ ہوگی جو ابن سعودؓ اور مجاہدؒ کی رائے ہے۔

(ا) ابی نجیع وہ مجاہدؒ سے نقل کرتے ہیں الطلاق مرتان اس آیت کی تشریح طلاق دے شوہر بیوی کو ایسے طہر میں جس میں صحبت نہ کی ہو جب وہ حائضہ ہو پھر پاک ہو تو ایک قروء مکمل ہو پھر دوسری طلاق دے جیسے اول دی جب دوسرا حیض آئے گا تو دو ہو گئیں پھر تیسری کے بارے میں فرمایا فامساک بمعروف أوتسریح: پس روک لے معروف طریق سے یا چھوڑ دے:

(ا) حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے اس آیت کی تشریح منقول ہے جماع سے قبل جب وہ پاک ہو طلاق دے پھر چھوڑ دے تا کہ دوبارہ پاک ہو جائے پھر طلاق دینا چاہے دیدے پھر اگر رجوع کا ارادہ ہو تو رجوع کر لے پھر اگر چاہے تو طلاق دیدے ورنہ چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت تین حیض پورے ہو جائیں فی الجملہ مختلف اعتبارات سے آیت کی توجیہ میں اہل علم مفسرین میں اختلاف ہوا۔(13)

حدیث شریف اور مفسرین کی آراء کے اعتبار سے یہ بات واضح ہوتی ہے دو طلاق کے بعد ہدایت ہے فأمساک یا تو دور کرلے یا رجوع کرلے دو طلاق کے بعد یا چھوڑ دے (ا) یعنی دو طلاق کے بعد تیسری طلاق دیدے (۲) یا دو کے بعد عدت مکمل گزرنے دے کہ وہ فارغ ہو جائے۔

علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں اس میں دو رائے ہیں (ا) تیسری طلاق کی بات ہے اور روایت نقل کی ہے سفیان اسماعیل سے وہ أبی رزین سے نقل کرتے ہیں ایک شخص آیا رسول پاک علیہ السلام کے پاس پس کہا اس نے الطلاق مرتان فاین الثلاثۃ؟ تیسری طلاق کہا ہے، فرمایا نبی ﷺ نے فامساک بمعروف او تسریح باحسان۔ یہ عطاؒ اور مجاہدؒ کی رائے ہے (۲) کہ دو کے بعد رجوع کرلو یا دو کے بعد عدت گزرنے دو تیسری نہ دو کہ وہ اپنے نفس کی مالک بن جائے مرد کے نکاح سے نکل جائے عدت گزرنے کے بعد دوسری طلاق کے بعد اور تیسری طلاق کا اقدام نہ کرے یہ امام سریؒ اور ضحاکؒ کی رائے ہے احسان یہ ہے اس کا حق ادا کرو اور تکلیف اس سے دور کرو۔(14)

علامہ ابن جریر طبریؒ نے فرمایا کہ نص دو معنوں کا احتمال رکھتی ہے اور آپ نے کسی قول کو ترجیح نہیں دی ہے لیکن ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث وہ ایک معنی کو متعین کرتی ہے کہ ایک شخص کے پوچھنے پر جب اس نے ألطلاق مرتان پڑھا اور کہا تیسری طلاق کہاں سے؟ تو

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

آپ ﷺ نے فرمایا فامساک بمعروف او تسریح باحسان لیکن علامہ طبریؒ نے اتنی بات ضروری ارشاد فرمائی جو ظاہری نص کے موافق بھی ہے امام سُدی اور ضحاک کی بھی رائے ہے: کہ تیسری طلاق نہ دے کہ دوسری طلاق کی عدت گذرنے دے وہ فارغ ہو جائے گی۔[15]

لیکن فرماتے ہیں حدیث کی وجہ سے جو منقول ہے اس کی پیروری اولیٰ ہے۔مفسرین میں سے امام طبریؒ اور ابن عطیہؒ اور قرطبیؒ اور ابوحیان اندلسیؒ اور علامہ آلوسیؒ نے تسریح باحسان کو کہا تیسری طلاق ہے حدیث کی وجہ سے ابن عطیہؒ نے فرمایا المحرر الوجیز اپنی تفسیر میں تسریح کے دو معنی ہیں (۱) عدت گزرے دوسرے کی یعنی دوسری طلاق کی یہ ضحاکؒ کی رائے ہے (۲) تیسری طلاق دے یہ مجاہدؒ کی رائے ہے فرماتے ہیں دوسری مجاہدؒ کی رائے قوی ہے:

دلیل ترجیح ابن عطیہ کے نزدیک:

(۱) روایت کی وجہ سے (۲) تسریح الفاظ طلاق میں سے ہے[16] علامہ قرطبی نے بھی انہی وجوہات کی وجہ سے اس کو راجح قرار دیا ہے دوسری طرف ابو بکر جصاص ابن العربیؒ فرماتے ہیں صاحب مدارک التنزیل کے ہاں یہ روات ثابت نہیں ابو بکر جصاص فرماتے ہیں تسریح باحسان میں دو قول ہیں۔

(۱) اس سے تیسری طلاق مراد ہو جیسے روایت سے ثابت ہوتا ہے وہ مرسل ہے کہتے ہیں ثابت نہیں (۲) دوسرا اس سے دوسری طلاق کے بعد عدت گزارنے دو کہ وہ علیحدہ ہو جائے یہ زیادہ واضح ہے کیونکہ اس سے قبل جہاں اللہ نے طلاق کے بعد امساک کا ذکر کیا ہے اس سے ترک رجعت رجوع مراد ہے تاکہ عدت گزر جائے اس کی اور تیسری طلاق فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجها غيره میں مذکور ہے۔تو لازم ہے أو تسريحٌ باحسان کو نئے معنی پر محمول کریں اور وہ ہے دوسری طلاق کے بعد تیسری نہ دے بلکہ عدت گزرنے دے اگر تسریح باحسان تیسری طلاق ہو تو آیت فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره چوتھی طلاق ہو گی کیونکہ فاء تعقیب کے لیے آتا ہے یعنی مستقل طلاق ہو اس کا تقاضہ کرتا ہے گزری ہوئی طلاق کے بعد۔[17]

ابن العربیؒ کی رائے:

ابن العربی کہتے ہیں الامساک بالمعروف دوسری طلاق کے بعد رجوع ہے اور تسریح تیسری طلاق کا ذکر ہے، اور یہ تسریح احسان کے ساتھ ہو یہاں تک عدت گزجائے (یعنی روک لے یہاں تک کہ عدت گزر جائے) دونوں ممکن ہے مراد ہو اور تیسری طلاق مراد لینا کہتے ہیں صحیح نہیں حدیث پیش کرتے ہیں اس کا رد کرتے ہیں فرماتے ہیں ولم یصحّ یہ ٹھیک نہیں یہ طبرانی نے نقل فرمائی ہے مرسل روایت ہے۔ یہ روایت صحیح ہے امام بیہقی نے اس کی توثیق کی ابن قطانؒ نے بھی صحیح کہالہٰذا قاضی ثناء اللہ نے تفسیر مظہری میں نبی علیہ السلام کے اس فرمان کی توجیہ کی ہے سائل کے سوال فاین الثالث تیسری طلاق کہاں ہے جواب دیا نبی علیہ السلام نے تسریح باحسان اس سے دونوں احتمال میں سے کوئی ایک ہے یا تیسری طلاق یا دوسری کے بعد عدت گزجائے۔[18]

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

خلاصہ کلام:

تین طرح کی آراء سامنے آئیں مفسرین کی اس آیت کے تحت (۱) اول نے حدیث پیش کی ہے اُن کے پاس اس کو اختیار کیا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تسریح باحسان تیسری طلاق ہے، یہ علامہ طبریؒ اور ابن عطیہؒ قرطبہؒ اور آلوسیؒ کی رائے ہے (۲) اس فریق نے حدیث سے استدلال نہیں کیا وہ صحیح نہیں فرماتے ہیں آیت دونوں معنوں کا متحمل ہے یہ ابن عربیؒ کی رائے ہے۔

(۳) انہوں نے حدیث سے استدلال نہیں کیا اور دوسری رائے کو راجح قرار دے تسریح کا معنی ہے ترک الزوجة بعد التطليقة الثانية حتى تنقضي عدتها بیوی کو دوسری طلاق کے بعد چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔

یہ رائے کہ تسریح باحسان سے مراد ہو عدت گزرنے دے دوسری کے بعد اور مزید تیسری نہ دے کیونکہ اس کا فائدہ یہ ہے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو صرف نکاح ہو گا نئے مہر کیساتھ ایک طلاق کا اختیار رہتا ہو گا اس کے پاس:

مطلقہ ثلاثہ زوج اول کے لیے کب حلال ہو گی؟

یعنی اگر ایسا اقدام شوہر نے کر لیا کے وہ بالکل حرام ہو گئی تو شوہر اول کے لئے تب حلال ہے جب وہ کہیں نکاح کرے وہ مرضی سے اگر طلاق دے تب شوہر اول کے لئے حلال ہو گی فرمایا

فأن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجها غيره ۔[19]

تحقیق: اگر تیسری طلاق دیدی تو وہ اول شوہر کے لیے حرام ہو گئی حلت کی یہ صورت ہے کہ کسی اور سے نکاح کرے وہ چھوڑ دے تو اب زوج اول کے لیے حلال ہو گی:

علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں: فان طلقها میں دو قول ہیں، (۱) سُدیؒ فرماتے ہیں یہ تیسری طلاق کا ذکر ہے (۲) دوسری رائے ہے یہ تخییر ہے اللہ کے اس فرمان أو تسريح بأحسان کی وجہ سے یہ مجاہدؒ کی رائے ہے۔[20]

ترجیح:

امام طبریؒ کی رائے: امام طبریؒ نے فرمایا میرے ہاں درست اور اولیٰ امام مجاہدؒ کی رائے ہے اس حدیث کی وجہ سے جس کے اندر وضاحت ہے سائل کے پوچھنے پر جب اس نے ألطلاق مرتان آیت پڑھی تو پوچھا فأين الثالثة؟ کہ تیسری طلاق کہا ہے قال فأمساك بمعروف أو تسريح بأحسان تو فرماتے ہیں یہ آیت تسریح باحسان تیسری طلاق جس کے بعد حرمت مغلظہ کا وقوع ہوتا ہے اُس کا بیان ہے۔[21]

زوج اول کے لیے حلت کی وضاحت:

فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجًا غيره اس میں دو قول ہیں۔ علامہ ماوردی فرماتے ہیں: (۱) جو شوہر طلاق ثلاثہ دینے والا ہے اس کے لیے یہ بیوی تب حلال ہے جب وہ نکاح کرلے صرف وطی شرط نہیں یہ سعید ابن المسیبؒ کی رائے ہے۔

(۲) وہ زوج اول کے لیے تب حلال ہے جب کہ وہ وطی بھی کر لے اس کے ساتھ اس حدیث عسیلہ کی وجہ سے کہ حضور علیہ السلام نے

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

اُمر اُۃ زفاعۃ سے فرمایا تھا کہ وہ تمہارا اور تم ان کا ذائقہ نہ چکھ لو صحبت مراد ہے یہ جمہور کی رائے ہے۔[22]

ترجیح:

علامہ ماوردیؒ نے خود اس قول کو ترجیح دی ہے حدیث کی وجہ سے اور جمہور کی رائے قرار دیا ہے اور علامہ طبریؒ نے بھی اس رائے کو۔ ترجیح دی ہے حدیث عسیلہ کی وجہ سے اور سعید ابن المسیبؒ کی رائے کی تردید فرمائی ہے۔[23]

ایک اہم وضاحت:

اصل تمام مفسرین اور اہل اصول نے بالاجماع قول باری تعالیٰ حتّٰی تنکح زوجا غیرہٗ کے تحت ذکر فرمایا ہے کہ نکاح لغت میں وطی کو کہتے ہیں اور یہاں مجازاً عقد کے معنٰی میں لیا گیا ہے جو کہ مجازاً ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ یہاں نکاح کرنے کی اضافت عورت کی طرف ہے کیونکہ عورت وطی کرنے والی نہیں ہوتی بلکہ اس سے وطی کی جاتی ہے اور وطی مرد کرتا ہے لہٰذا اس مجازی معنٰی کی وجہ سے آیت مذکورہ سے یہی بات سمجھ آتی ہے کہ تین طلاق والی عورت کے لیے پہلے خاوند کے پاس جانے کا راستہ کہ وہ دوسرے کسی شخص سے نکاح کرے اور نکاح کے ساتھ دخول کی شرط نظر نہیں آتی اسی وجہ سے حضرت سعید ابن المسیبؒ نے اکتفا کیا صرف نکاح ہے جو کہ کافی ہے لیکن جمہور کی رائے نکاح کے ساتھ وطی کی ہی شرط ہے اگرچہ وطی کی شرط قرآن سے مفہوم نہیں لیکن حدیث عسیلہ کی وجہ سے ہے کہ حضرت رفاعہؓ نے تین طلاقیں دیں پھر انہوں نے حضرت عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کیا اور دربار رسالت میں آکر اُن کے وطی پر قدرت نہ ہونے کی بات کی تو نبی علیہ السلام نے معلوم کیا کہ رفاعہ کی زوجیت میں جانا چاہتی ہو؟ کہنی لگی جی ا، فرمایا: س وقت نہیں جاسکتی جب تک وہ تمہارا اور تم اس کا مزہ نہ حاصل کرلو یعنی جماع'

طلاق والی عورتوں کو نکاح سے نہ روکو:
اگر مطلقہ عورت کہیں نکاح کرنا چاہے تو اولیاء اور بعض مرتبہ شوہر اول اس کے لئے رکاوٹ بن تے ہیں اس سے منع فرمایا:

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاء فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْاْ بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ذَلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكُمْ أَزْكَى لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ {232}(البقرہ:۲/۲۳۲)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی معیاد کو پہنچ جائیں تو (اے اولیاء) ان کو اس بات سے نہ روکو کہ وہ اپنے خاوندوں سے نکاح کرلیں جب وہ خوش اسلوبی سے آپس میں رضامند ہو جائیں'

علامہ ماوردیؒ کی رائے:

تفسیر النکت والعیون میں اس آیت کے تحت علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں باری تعالیٰ نے عورت کے اولیاء کو منع کیا ہے کہ وہ آپس کی رضا سے اول خاوند سے نکاح کرلیں۔ اذا تراضوا بینہم بالمعروف جب کہ وہ اور شوہر راضی ہوں امام شافعیؒ نے فرمایا اس آیت میں وضاحت ہے عورت بغیر ولی نکاح نہیں کر سکتی۔(۱) حضرت معقل بن یسارؓ کی بابت کہ ان کی بہن نے اول شوہر سے نکاح پر راضی ہوئیں بھائی نے روکا حسنؒ

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

اور قتادہؒ اور مجاہدؒ کی یہی رائے ہے۔

(۲) سُدیؒ فرماتے ہیں جابر بن عبد اللہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ چچا کی بیٹی کو طلاق دی پھر پیغام بھیجا نکاح کے لیے انہوں نے انکار کیا۔(۳) عمومی طور سے اولیاء المرأۃ کو منع کیا ہے کہ ان کو نکاح سے نہ روکو۔ یہ حضرت ابن عباسؓ اور امام ضحاکؒ اور زہریؒ کی رائے ہے۔[24]

تحقیق:

یہ اُن مقامات میں سے ہے جہاں مفسرین میں سبب نزول اس کے اثر کی وجہ سے مفسرین کے مابین آراء قائم ہوئیں بعض نے سیاق آیت کی وجہ سے اختلاف کیا دراصل اس آیت میں خطاب اولیاء المرأۃ کو ہے یا عورت کے سابقہ شوہر کو ہے: اول تو سبب نزول کی وجہ سے استدلال کرتے ہیں واقعہ ہے بہن کا حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی انہوں نے بہن کے شوہر نے جب دوبارہ پیغام بھیجا تو انہوں نے روکا کیونکہ آیت قرآن میں ان یعضلوہن مذکور ہے جس کے معنی روکنا تنگ کرنے کے ہیں تو سیاق آیت کی وجہ سے یہ خطاب ازواج کو ہے کہ وہ تنگ کرتے ہیں کہ وہ کہیں ور نکاح کریں اور سبب نزول کی وجہ سے جمہور امت کی رائے ہے اولیاء کو ہے کیونکہ روایت حضرت معقل ابن یسار والی امام بخاریؒ نے کتاب النکاح 'باب من قال لا نکاح ألا بولی، میں ذکر کی ہے اور علامہ طبریؒ نے بھی سبب نزول کی وجہ سے فرمایا خطاب أولیا ألمرأۃ سے ہے کہ حدیث بخاری کی وجہ سے اور چاہے واقعہ سبب نزول کا جابر بن عبد اللہ والا ہو کہ چچا کی بیٹی سے دوبارہ کرنا چاہا نکاح تو انہوں نے انکار کیا ایک رائے اس میں یہ ہے کہ اس میں خطاب دونوں کو ہے اولیاء اور سابقہ اشوہر کو اس سے دونوں اقوال میں تطبیق قائم ہو گی کہ عمومی بات ہے اور اس بات سے منع کیا ہے جمہور امت کو کہ وہ نہ روکے عوت کو کہ وہ نکاح کرے چاہے روکنے والا ولی ہو یا زوج ہو ان اہل علم نے اس رائے کو نقل کیا ہے۔[25]

یہ تیسری رائے تطبیق کے لیے بہتر ہے اب اختلاف کا اثر ظاہر ہو گا:

أثر الخلاف جن ہوں نے کہا اولیا کو خطاب ہے تو عورت بغیر اذن ولی نکاح نہیں کر سکتی عورت نکاح کے لیے مستقل نہیں اس اختلاف کی طرف اس آیت کے تحت علامہ ماوردی نے اسی قول کو ذکر کیا ہے مگر حتی تنکح زوجا غیرہ یہاں طلاق ثلاثہ کہ حرمت مغلظہ کے بعد فرمایا کہ عورت کسی اور مرد سے نکاح کرے اور أن ینکحن أزواجہن اسی آیت نمبر ۲۳۶ میں اسناد نکاح عورت کی طرف جمع مونث کا صیغہ ہے تو بظاہر ظاہر آیت سے یہ قول قوی معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب زوج ہے لیکن جمہور امت نے سبب نزول کے واقعہ کی وجہ سے مخاطب اولیاء کو قرار دیا ہے'

خلاصۃ کلام:

بہر حال ہر فریق کے دلائل ہیں لیکن اعتدال تطبیق کی راہ یہی ہے دونوں کو خطاب کیا ہے زوج کو اور اولیاء المرأۃ کو؛

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

ایلاء کا بیان:

بیوی سے دور رہنے کے لئے زمانہ جاہلیت میں ایلاء ہوتا اور مدتوں ہوتا اس سے عورت کے ساتھ ظلم ہوتا وہ آگے نکاح نہیں کر سکتی تھی اسلام نے مدت چار ماہ مقرر کر دی اگر پہلے رجوع کیا کفارہ ادا کرے گا فرمایا؛

لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَآؤُوا فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ {226}وَإِنْ عَزَمُواْ الطَّلاَقَ فَإِنَّ اللهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ {227}(البقرہ:۲۲۶۔۲۲۷)

واضح ہو اللہ کریم نے طلاق کے مسائل وضاحت سے ذکر فرمائے ہیں تو اس فصل میں ایلاء اور خلع کا ہی ذکر ہو گا یہ ہ بھی وطلاق کی طرح ہ ہے حکم کے اعتبار سے تو قرآن نے جہاں قرآن نے طلاق کے احکام ذکر کیے ہیں تو اس کے مثل دیگر طلاقیں ایلاء اور خلع کا ذکر بھی فرمایا ہے:

علامہ ماوردی فرماتے ہیں جو ایلاء کرتے ہیں ایلاء بمعنی قسم ہے اپنی بیوی کے قریب نہ جانے کی تو وہ چار ماہ انتظار کریں عدت گزرتے ہی طلاق بائن واقع ہو جائے گی ایک رائے کے مطابق دوسری رائے کے مطابق وہ رجوع کر لے یا طلاق دے وگرنہ حاکم قاضی طلاق پر مجبور کرے گا:

جب قسم کھالی تو وہ ایلاء کرنے والا ہے تو کیا نیت ہو تو ایلاء کہلائے گا: علامہ ماوردیؒ فرماتے ہیں تین اقوال ہیں:

(۱) حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ اور عطاءؒ کی رائے ہے کہ ضرر دینے کے لیے حالت غصب میں بیوی سے جماع نہ کرنے کی قسم کھائے'

(۲) حسنؒ ابن سیرینؒ اور امام شافعیؒ کی رائے ہے کہ وہ قسم کھائے کہ وہ جماع نہ کرے گا چاہے غصہ ہو یا نہ ہو یہ ایلاء ہے'

(3) ابن مسیب اور امام شعبیؒ فرماتے ہیں ہر وہ یمین جس کے ساتھ قسم کھائے عورت کو تنگ کرنے کے لیے جماع نہ کرنے جیسے میں اللہ کی قسم تجھے تنگ کروں گا وغیرہ یہ ایلاء ہے۔ فان فاؤا اگر وہ رجوع کر لے علامہ ماوردیؒ نے فرمایافِئ رجوع میں تین اقوال ہیں (۱) حضرت ابن عباسؓ کی رائے ہے کہ رجوع جماع سے کرے (۲) حسنؒ اور عکرمہؒ فرماتے ہیں دل سے رجوع کا ارادہ کر لے (۳) حضرت ابن مسعودؓ کی رائے ہے کہ زبان سے رجوع کر لے اور جس نے کہا ایلاء کرنے والا حالف ہوتا ہے عورت کو تنگ کرنے پر وأن عزموالطلاق: اور اگر پختہ ارادہ کیا طلاق کا پس اللہ سمیع اور علیم ہے اس میں تین تاویلات ہیں علامہ ماوردیؒ کے بقول (۱) پختہ ارادہ کہ وہ رجوع نہ کرے گا یہاں تک چار ماہ گزر جائے تو وہ مطلقہ ہو جائے گی اب اس میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عمرؓ طلاق بائن کے قائل ہیں اور حضرت سعید بن المسیبؒ اور ابن شرمۃ کے بقول طلاق رجعی ہو گی۔

(۲) یعنی چار ماہ گزریں گے وہ رجوع کرے یا طلاق دے یہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور ابن ابی لیل اور طاوسؒ کی رائے ہے اور سہیل بن ابی صالح اپنے والد سے نقل کرتے ہیں میں نے بارہ اصحاب النبی علیہ السلام سے ایلاء کرنے والے کی بابت معلوم کیا پس سب نے کہا اس پر کچھ نہیں یہاں تک چار ماہ گزریں وہ رجوع کرے وگرنہ طلاق دے یہی اہل مدینہ اور امام شافعیؒ کی رائے ہے (۳) ایلاء کچھ نہیں یہ حضرت سعید بن المسیب اور ابن دینارؒ کی رائے ہے۔ اخیر آیت میں فرمایا اللہ سمیع ہے اس کے ایلاء طلاق کو سننے والا ہے علیم ہے ان کی نیت صبر کو جاننے والا ہے۔ (26)

یہ وہ مقام ہے قرأت شاذہ اور قرینہ سیاق آیت میں اس کی وجہ سے مفسرین کی آراء میں اختلاف واقع ہوا۔

مفسرین کی آراء میں اختلاف ہے کہ ایلاء میں مدت گزرتے ہی طلاق ہو گی یا یہ کہ وقوع طلاق کے لیے تلفظ باللسان لازم ہے دوسری

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

رائے ہے جس میں امام ابو حنیفہؒ کی ہے چار ماہ گزرتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔

سبب اختلاف:

ابن رشدؒ فرماتے ہیں سبب اختلاف یہ آیت ہے فان فاؤا فانّ اللہ غفور الرحیم 'چار ماہ سے قبل رجوع مراد ہے یا اس کے بعد رجوع مراد ہے تو جن فقہاء کرام نے چار ماہ کی مدت ختم ہونے سے قبل رجوع کرنا مراد لیا ہے اُن کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے اور آیت قرآنی وان عَزَمُوا الطلاق کا مطلب ہے کہ مدت ختم ہونے سے قبل رجوع نہ کرے اور جن فقہاءء نے رجوع کی شرط کو مدت آیلاء کے خاتمہ سے یعنی مدت ایلاء کے خاتمہ کے بعد منطبق کیا ہے انہوں نے عزموالطلاق کا مطلب تلفظ باللسان لیا ہے طلاق اب واقع کرے سمیع کا تقاضہ ہے کہ طلاق سنی جائے اب دے اور ایک بات یہ کہ فان فاؤوا میں فاء تعقیب کے لیے ہے۔[27]

کہ رجوع مدت کے بعد ہے: امام صاحب حضرت ابن مسعود کی قرات سے استدلال کرتے ہیں فان فاءؤوا فیہنّ۔ امام رازیؒ نے اس کو رد کیا ہے قراءۃ شاذۃ لائق التفات نہیں جو قرآن ہے وہ تواثر سے ثابت ہے اور جو بالتواتر ثابت نہ ہو وہ قرآن نہیں ہے۔[28]

امام نسفیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ کی قرات کی صورت میں تشریح اس طرح کی ہے اگر وہ مدت میں رجوع کرے اللہ معاف کرنے والا ہے اس کی یمین کی وجہ سے ظلم پر اور اگر پکا ارادہ کر لے وہ طلاق کا تو اللہ اس کے ایلاء کو جاننے والے ہیں اس کی نیت اور غرض اس ایلا کی وجہ سے کیا ہے:

علامہ شوکانی کی رائے:

فتح القدیر میں علامہ شوکانی فرماتے ہیں اہل علم متفق ہیں اس پر اگر چار ماہ سے عدت چھوڑنے کی بڑھ جائے وہ ایلاء نہ ہو گا یہاں تک کہ وہ قسم کے ذریعہ ایلاء کرے خالی ترک کرنا قریب نہ جانا ایلاء نہیں ہے امام اعظمؒ فرماتے ہیں طلاق ہو جائے گی خود بخود چار ماہ گزرتے ہیں امام شافعیؒ فرماتے ہیں اس کو حکم دیا جائے گا طلاق دے دلیل امام اعظم اللہ نے مدت مقرر کی ایلاء کی جب مدت گزرے گی تو اس نے رجوع نہ کیا حلف سے اس مدت میں گویا وہ طلاق کا پکا ارادہ کرنے والا ہے اور عزم حقیقت میں دل کا عمل ہے اور یہی مراد ہے وان عزموا الطلاق صریح ہے اس بات میں کہ طلاق واقع ہو شوہر کے واقع کرنے کے ساتھ تو مدت کا گزرنا کافی نہیں بلکہ رجوع کرے یا طلاق واقع کرے۔[29]

امام طبری کی رائے:

امام طبریؒ نے اس رائے کو ترجیح دی کہ مدت گزرنے کے بعد بالفعل طلاق دے فرماتے ہیں یہ زیادہ مشابہ ہے آیات التنزیل کے۔ فرماتے ہیں قول باری ہے وان عزموالطلاق الخ سمیع علیم سے یہ بات معلوم ہوئی مدت ایلاء گزرنا یہ غیر مسموع ہے وہ معلوم ہے، علیم ہے یعنی امام طبریؒ فرماتے ہیں گزشتہ آیت میں عفور اور رحیم صفت لائے جب کہ وہ رجوع کرے۔ پہلے چھوڑا معاف کر دیا بیوی کو نقصان نہ دے مناسب ہے اس آیت میں اگر نقصان کا ارادہ کیا تو مطلب ہے وان عزموالطلاق قول اور کلام کے ساتھ اگر اس نے ارادہ کر لیا طلاق کا تو اللہ سننے والے ہیں اس کی طلاق کو یعنی وہ واقع کرے گا اور جاننے والا ہے اس کی نیت کو۔[30]

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

ابن العربیؒ کی رائے ہےوان عزموالطلاق ۔[31]کہ اس میں دلیل ہے مدت گزرنے سے طلاق نہیں ہوتی بلکہ جب قصد کرے گا تب ہو گی،[32]

اس کا جواب امام اعظم نے فرمایا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق ہے اور آیت کا مطلب ہے اگر وہ طلاق کا عزم کرے یہ نہیں کہ عدت گزرنے کے بعد کرے بلکہ وہ طلاق کے عزم پر بر قرار رہے تو اللہ خوب سننے اور جاننے والا ہے دل کی بات کو سننے والا نیت کو جاننے والا ہے۔ اور سننے کا تعلق کلام لفظی پر ہی ہوتا ہے جو زبان سے ہوتا ہے' یہ بہت عمدہ بات ہے جو علامہ غلام رسول سعیدی نے نقل فرمائی ہے۔[33]

حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور ابن زیدؓ کا قول طلاق بائن کا نقل کیا ہے اور اسی کو علامہ طبریؒ نے ترجیح دی ہے قال ابوجعفر وأشبہ ہذہ الاقوال علیہ ظاہرا کتاب اللہ قول عثمان وعلی عن الطلاق 'ابو جعفرؒ فرماتے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان اقوال میں کتاب اللہ کے حضرت علی اور حضرت عثمانؓ کا ہے کہ طلاق بائن ہو گی ایلاء سے۔[34]

ابن رشدؒ کی رائے:

ابن رشد فرماتے ہیں طلاق ایلاء کی نوعیت امام مالک اور امام شافعی کے ہاں رجعی ہو گی جو شروع میں طلاق ہو اصول ہے اس کو رجعی شمار کریں الا کہ بائن پر دلیل ہو۔

امام ابو حنیفہؒ اور ابو ثورؒ نے اسے طلاق بائن قرار دیا ہے کیونکہ رجعی کی صورت میں ضرر کا اندیشہ ہے کہ شوہر بیوی کو رجوع پر مجبور کرے۔[35]

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ ہے کے جب عدت گذر جائے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی خود سے اس کو دینے کی ضرورت نہیں امام اعظم کا قول نص اور عقل کے قریب بھی ہے جب عدت گذر گی گویا وہ رکھنا نہیں چاہ رہا لہذا طلاق واقع کرنے کی ضرورت نہیں عدت گذرتے ہی واقع ہو جائے گی:

خلع کے مسائل کا تطبیقی اور ترجیحی مطالعہ:

اللہ کریم نے مرد و عورت میں نکاح کا رشتہ قائم فرمایا اور یہی اس کا حسن ہے یہ ہمیشہ کے لئے ہو مگر کبھی مزاج نا ملے تو شریعت نے ترغیب دی نباہ پیدا کرو ایک دوسرے کے جذبات کو سمجھو اگر صلح کی صورت نا بن رہی ہو تو مرد کو طلاق کا اختیار دیا ہے مگر ابغض المباحات اور عورت کو بھی مجبور محض نہیں بنایا کے خلع کے ذریعہ وہ آزاد ہو سکتی ہے اگر واقعی غلطی شوہر کی ہو اس فصل میں تیسرے باب کی طلاق کے ساتھ خلع کے مسائل کا تطبیقی اور ترجیحی مطالعہ پیش کیا جائے گا تفسیر النکت والعیون میں جہاں خلع کے مسائل میں مفسرین کے اقوال ذکر کئے گئے ہیں، زوجین کی رضامندی سے خلع میں گناہ نہیں۔

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

زوجین کی رضامندی سے خلع میں گناہ نہیں:

خلع اگر بغیر شرعی عذر کے ہو یعنی کوئی وجہ نا ہو عورت مطالبہ کرے جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکے گی ہاں رضامندی سے ہو تب بدل خلع دے گی شوہر کو۔

وَلاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُواْ مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلاَّ أَن يَخَافَا أَلاَّ يُقِيمَا حُدُودَ اللهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ يُقِيمَا حُدُودَ اللهِ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ فَلاَ تَعْتَدُوهَا وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ(36)

اور تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ جو تم اُن عورتوں کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو مگر یہ کہ دونوں اس بات سے ڈریں کہ وہ اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ سکیں گے سو اگر تم اس بات سے ڈرو کہ وہ دونوں حدود اللہ پر قائم نہ رہ سکیں گے تو ان پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو عورت وہ اپنا عوض (مہر وغیرہ) واپس کردے: علامہ ماوردی فرماتے ہیں الا يخافا أن لا يقيما حدوداللہ اس میں کئی اقوال ہیں کن وجوہ سے خلع ہو۔

(۱) عورت سے نافرمانی ظاہر ہو بد اخلاق ہو یہ حضرت ابن عباسؓ کی رائے ہے۔

(۲) امام حسنؒ اور شعبیؒ فرماتے ہیں شوہر کی بات نہ مانیں اور قسم پوری نہ کرے اس کے حوالے سے (۳) عطاءؒ فرماتے ہیں وہ زبان سے اظہار کرے کہے شوہر پسند نہیں (۴) ہر ایک دونوں میں سے ناپسند کرے دوسرے کو پس لازم نہیں ہو گا جو ہر ایک اپنے صاحب کے لیے لازم کیا ہے یہ طاؤسؒ سعید ابن المسیب کی رائے ہے ثابت بن زید حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا المختلعات والمنتزعات ہُنّ المنافقات خلع اور طلاق کا شوہر سے بلاوجہ مطالبہ کرنے والی منافقات ہیں۔

دوسرا مسئلہ: خلع کس پر ہو مہر پر یا مال پر:

علامہ ماوردیؒ نے اقوال نقل کیئے ہیں (۱) مہر جو شوہر نے چاہے اس کے عوض خلع لے لیے بغیر زیادتی کے مہر میں یہ حضرت علیؓ عطاءؒ اور امام زہریؒ کی رائے ہے (۲) حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ مجاہدؒ اور امام شافعیؒ کی رائے ہے مہر یا اس سے زیادہ مقدار پر بھی بطور ہدیہ عورت مال دے کر خلع لے لے اور بکر بن عبداللہ نے خلع کے فسخ کا کہا ہے فلا تأخذو منه شيئا کی وجہ سے جمہور نے کہا ہے یہ حکم برقرار ہے۔(37)

تحقیق:- اللہ تعالیٰ نے مرد کو حکم دیا عورت کو اگر چھوڑنا ہو تب بھی احسان اچھے طریق سے ہو اور زوج کو منع کیا ہے وہ مہر میں سے لے جو دیا ہے ممانعت یہ آیت ہے وَلاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُواْ مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلاَّ أَن يَخَافَا أَلاَّ يُقِيمَا حُدُودَ اللهِ (اور مراد اس آیت سے یہ ہے کہ اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ سکیں جو شریعت نے زوجین کے لیے مقرر کی ہیں جس معاشرت اور اطاعت اور زوجین میں سے ہر ایک دوسرے کا حق قائم کرے پس اگر ظاہر ہو جائے شقاق اور اختلاف اور اسباب کراہت جو بھی ہوں جانبین سے یا ایک طرف تو عورت فدیہ یا مہر پر سمجھوتہ کرکے اور مرد کے لیے جائز ہے اس طرح مال لینا یہ طریق خلع ہے البتہ جمہور کی رائے ہے اس کو علامہ طبری نے اولیٰ کہا ہے کہ اگر غلطی مرد کی ہو تو لینا مکروہ ہے اور یہ بغیر کسی وجہ سے مال لینا ہے اور مرد کا فدیہ لینا جب کہ اس کی غلطی نہ ہو یہ عین عدل انصاف ہے کیونکہ اس نے اس پر خرچ کیا مہر دیا اور بیوی کے نفقات اٹھائے تھے اب اگر وہ فراق کی طالب ہے تو مرد حق بجانب ہے لے لے وہ جو دیا تھا مہر۔(38)

اصل اسمیں وہ روایت ہے قصہ اَمرأۃ ثابت بن قیس کہ انہوں نے کہا مجھے (خاتون نے کہا) یارسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مَا أَعتِبُ اَعلَيهِ فِي خُلقٍ

وَلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّىْ اَكْرَهُ الْكُفُرَ فِى الاسلام فقال رسول الله ﷺ أَتْرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَه قَالَتِ نَعَمْ قال رسول الله ﷺ ـ أَقْبِلِ الْحَدِيْقَةِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رسول الله ﷺ ـ أَقْبَلِ الحَدِيْقَةِ وطَلِّقْهَا تَطْلِيقَه ـ (39)

اے اللہ کے رسول علیہ السلام میں ثابت بن قیس کے دین اور اخلاق میں کوئی نقص محسوس نہیں کرتی لیکن اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں آپ نے پوچھا کیا تو اس کا باغ سے واپس لوٹا دے گی اس نے اثبات میں جواب دیا تو رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ثابت باغ قبول کر لو اور اُسے طلاق دے دو۔ لیکن اس کے باوجود روایت ہے جس میں بلا عذر طالب خلع پر وعید ہے أیما أمرأة سألت زوجها الطّلاق فی غیر ما بأسٍ حرما علیہا رائحۃ الجنۃ۔ (40)

جو عورت بغیر کسی وجہ کے طلاق طلب کرے وہ جنت کی خوشبو ہی نہ پا سکے گی۔

بدل خلع میں قلیل اور مہر سے زائد مال لینے کی گنجائش ہے:

جمہور اس طرف رجحان رکھتے ہیں جائز ہے زیادہ لینا کیونکہ قول باری تعالیٰ فلا جناح علیھما افتدت به یہ عام ہے قلیل اور کثیر سب کو شامل ہے۔

امام شعبیؒ اور امام زہریؒ فرماتے ہیں یہ زیادہ لینا ناحق ہے کسی کا مال لینا۔ تطبیق جائز ہے زیادہ مگر مع الکراہت کہ کراہت کے ساتھ لینا جائز ہے۔

بدل خلع کے حوالے سے امام طبری کی رائے:

علامہ طبری کی رائے: وأولیٰ ہذہ الاقوال بالصحۃ لا یحل لرجلٍ أخذ العذیۃ من أمر أتہ علیٰ فراقۃ أیاہا حتّی یکون خوف معصیۃ اللہ ۔ آدمی کے لیے جائز نہیں اپنی عورت سے فدیہ بدل خلع لینا یہاں تک کہ خوف محسوس ہو دونوں کو حدود اللہ جو لازم قرار دیا ہے حقوق میں سے بر قرار نہ رکھ سکیں گے اور مرد کو مال لینا مع الکراہت ہے جب کہ نشوز اس کی طرف سے ہو کیونکہ طیب نفس کے بغیر مال نہ لو۔ البتۃ جو امور معصیت ہو دین کی وجہ سے نفرت کرے تو وہ مختلعات ہے ان کو منافقات کہا ہے باقی اگر بعض وہ امور جن کی وجہ سے ناگواری ہو الگ وغیرہ جیسے ثابت بن قیس کی عورت نے کہا تو مرد کو حرج نہیں لینا فدیہ اگر مرد کی جانب سے ہو تو مع الکراہت اور وہ اگر عورت ناشزہ ہو تو مال دینا معصیت پر بغیر دینی دنیوی وجہ کے ممنوع ہے مال تلف کرنا ہے یہی محمل ہے اس روایت المختلعات ہن المنافقات خلع بغیر وجہ کے لینے والی وہ منافقات ہیں اور اگر ڈر ہو کہ اقامۃ حدود اللہ قائم نہ کر سکیں گے تو مال لینا اور دینا اس صورت میں جب کہ جانبین سے نشوز نافرمانی کا خوف ہو۔ اور اگر قصور شوہر کی طرف سے ہو تو حلال نہیں مال لینا مال مسلم بغیر حق کے اور اگر دونوں جانب سے نافرمانی نہ ہو اور دونوں کو اللہ کی حدود قائم کرنے کا خوف نہ ہو تو عورت کے لیے مال لینا اور عورت کے لیے مطالبہ طلاق اور مال خرچ کرنا حلال نہیں لیکن خلع واقع ہو جائے گا اور بالاجماع مرد کے لیے عورت کے ذمہ ادائے مال لازم ہے۔

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

خلاصہ کلام:

امام طبری نے ترجیح دی ہے بدل خلع لینا جائز ہے منسوخ نہیں یہ حکم مہر سے زیادہ لینا مع الکراہۃ ہے اور اگر عورت قصوروار نہیں تو مرد کو لینا مکروہ تحریمی ہے صاحب ہدایہ نے کہا ہے۔[41]

ابن رشدؒ فرماتے ہیں خلع کے بارے میں چار اقوال ہیں (۱) خلع سرے سے جائز نہیں (۲) ضرر کے باوجود خلع جائز ہے ((۳) حدود الٰہی کے قائم نہ رہنے کے اندیشہ کی حالت میں خلع جائز ہے (۴) ہر حال میں جائز ہے جب کہ ضرور نہ ہو اور یہی مشہور قول ہے۔ بہر حال جمہور کی رائے ہے باہمی رضامندی سے خلع جائز ہے جب کہ عورت کی رضامندی سے اس کا نقصان نہ ہو ابن رشد مالکیؒ فرماتے ہیں تفقہ کا تقاضہ ہے عورت کو فدیہ کا جو حق حاصل ہے یعنی بدل خلع وہ مرد کے حق طلاق کے مقابلے میں ہے مرد بیوی سے ناراض ہو طلاق دے سکتا ہے اور عورت شوہر سے ناراض ہو تو خلع لے سکتی ہے اور پھر خلع عند الجمہور طلاق بائن ہے امام ابو حنیفہؒ نے فسخ نکاح اور طلاق کو یکساں قرار دیا ہے امام شافعیؒ نے فسخ نکاح قرار دیا ہے امام شافعیؒ سے یہ ہی مروی ہے یہ کنایہ ہے اگر شوہر نے طلاق مراد لی تو طلاق واقع ہو گی ورنہ فسخ نکاح ہو گا۔ اور ایک قول جدید کا طلاق بھی ہے خلع کو طلاق قرار دینے والے یہ استدلال کرتے ہیں فسخ نکاح وہ ہے جس میں کامل جدائی لازم ہوتی ہے اور شوہر کو کوئی اختیار نہیں رہتا۔ یہاں اختیار باقی ہے اس لیے فسخ نہیں کہا جاسکتا جو لوگ فسخ نکاح کے قائل ہیں وہ استدلال کرتے ہیں۔ ألطلاق مرّتان۔ طلاق دوبار ہے اس کے بعد فدیہ خلع کا ذکر ہے۔

اگر آیت میں فدیہ سے مراد طلاق ہوتی تو وہ طلاق جس کے بعد عورت حلال نہیں ہوتی سوائے اس کے وہ کسی اور سے نکاح کرے تو وہ چوتھی طلاق قرار پاتی: باقی الطلاق مرتان۔[42] یہاں اللہ تعالیٰ نے اقسام طلاق طلاق بالمال اور بدون المال ذکر کیا: ہیں طلاقیں تین ہی ہیں۔

---

[1] ابو بکر احمد بن ثابت بن احمد بن مھدی الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، تحقیق: الدکتور بشار عواد۔ (دار المغرب الاسلامی، بیروت)، ج ۱۳، ص ۸۷۳

Abu Bakar Aḥmad Bin Thābit bin Aḥmad bin Mahdī al Khaṭeeb al Baghdādī, Tārikh Baghdād, Research: Doctor Bashār A'wād (Dār ul Maghrib al Islāmī , Beirūt), V:13, P:873

[2] عبد الکریم ابن منصور التیمی، السمعانی المروزی، الانساب؛ (مجلس دار المعارف العثمانیہ، حیدر آباد)، ج ۱۲، ص ۲۰

A'bdul Karīm Ibn Manṣūr Al Taimī, Al Samā'nī Al Marwazī, Al Ansāb; Majlis Dār ul Muā'rif Al Uthmānia, Ḥaider Ābād, V:12, P:20

[3] منہج الماوردی، مقالہ الدکتور، ابرار محمد، اشراف الدکتور عبد الوہاب فائز (۱۴۰۶ھ)، جامعہ ام القریٰ

Manhaj al Māwardī, Maqāla Doctor Abrār Muḥammad Ashrāf Doctor A'bdulwahāb Fāiz (1406), Jāmi'a Um ul Qura

[4] ۔ البقرہ 2:239

Al Baqrah, 2:239

[5] ماوردی، ابی الحسن، النکت العیون، 1:294

Abī al Ḥasan, Al Nukat al U'yun,1:294 Māwardī

[6] ۔ ملا جیون / احمد تفسیرات احمدیہ 1/184

Mulla Jeevan, Aḥmad Tafsirāt Aḥmdia, 1:184

[7]طبری/ابو جعفر/جامع البیان2/45

Ṭabrī, Abu Ja’far, Jām’e al Bayān,2:45

[8]جصاص/ابو بکر/احکام القرآن؛1/516

Jaṣāṣ, Abu Bakar, Aḥkām ul Qur’ān,1:516

[9]ابن العربی/ابو بکر/احکام القرآن/1/258

Ibne al A’rbī, Abu Bakar , Ahkām ul Qur’ān,1:258

[10]۔مسالک الافہام۔لذید الدین بن علی عاملی/4/75(مونس المعارف الاسلامی ایران)

Masālik al Afhām li Zaid al Deen bin A’lī A’mlī,(Monas al Mu’ārif al Islāmī Irān),4:75

[11]۔الفواکہ الدوانی(علیٰ رسالۃ ابن ابی زید القیروانی)(احمد بن غنیم بن سالم المالکی/2/31دارالفکر بیروت۔

Al Fawākih al Dawānī A’la Risālat ibne abī Zaid al Qairwānī),(Aḥmad bin Ghaneem bin Sālim al Mālikī),(Dār ul Fikr Beirūt),2:31

[12]۔نسفی، محمود/مدارک التنزیل/1/181

Nasfī, Meḥmood, Madārik al Tanzil,1:181

[13]طبری/ابو جعفر؛جامع البیان/4/126

Ṭabrī, Abu Ja’far, Jām’e al Bayān,4:126

[14]ماوردی،ابی الحسن/النکت والعیون/1/294

Abī al Ḥasan, Al Nukat al U’yun,1:294 Māwardī

[15]۔طبری/ابو جعفر'جامع البیان/2/460

Ṭabrī, Abu Ja’far, Jām’e al Bayān,2:460

[16]۔المحرر الوجیز وعبدالحق بن غالب بن عطیہ الاندلسی/11/306(دارالکتب العلمیہ/بیروت/طبع/2001)

Al Muharir al Wajiz wa Abdulḥaq bin Ghālib bin A’tya al Undlasī,(Dār ul Kutab al I’lmia, Beirūt, Ṭaba:2001),11:306

[17]جصاص/ابو بکر'احکام القرآن1/283

Jaṣāṣ, Abu Bakar, Aḥkām ul Qur’ān,1:283

[18]۔پانی پتی، قاضی ثناء اللہ/تفسیر مظہری:1/340

Pānī Patī, Qazī Thanāullah, Tafsir Mazhrī,1:340

[19]۔البقرہ:2/23

Al Baqarah,2:23

[20]ماوردی؛ابی الحسن/النکت والعیون/1/296

Abī al Ḥasan, Al Nukat al U’yun,1:296 Māwardī

[21]۔طبری؛ابو جعفر/جامع البیان/4/169

Ṭabrī, Abu Ja’far, Jām’e al Bayān,4:169

[22]۔ماوردی/ابی الحسن/النکت والعیون/1/296

Abī al Ḥasan, Al Nukat al U’yun,1:296 Māwardī

[23]طبری۔ابو جعفر؛جامع البیان/4/18

Ṭabrī, Abu Ja’far, Jām’e al Bayān,4:18

[24]ماوردی/ابی الحسن، النکت والعیون/1/299

Abī al Ḥasan, Al Nukat al U’yun,1:299 Māwardī

[25]طبری/ابو جعفر؛جامع البیان،/4/224

Ṭabrī, Abu Ja'far, Jām'e al Bayān,4:224

[26]ماوردی/ابی الحسن'/النکت والعیون/1/280

Abī al Ḥasan, Al Nukat al U'yun,1:280 Māwardī

[27]۔ابن رشد/المالکی/بدایۃ المجتہد:2/425

Ibne Rushad, Al Mālikī, Badāyat ul Mujtahid,2:425

[28]رازی/فخر الدین،مفاتیح الغیب:/6/90

Rāzī, Fakhar al Deen , Mafātiḥ al Ghaib,6:90

[29]شوکانی/محمد ابن علی'فتح القدیر؛1/223

Shoukānī, Muhammad ibne A'li, Fataḥ al Qadir,1:223

[30]۔طبری؛ابو جعفر'جامع البیان:۔2/448

Ṭabrī, Abu Ja'far, Jām'e al Bayān,2:448

[31]۔البقرۃ،2:227

Al Baqarah,2:227

[32]۔ابن العربی/ابو بکر؛احکام القرآن1/247

Ibne al A'rbī, Abu Bakar, Aḥkām ul Qur'ān,1:247

[33]۔سعیدی/غلام رسول؛تبیان القرآن:1/431

Sa'eedī, Ghulām Rasool, Tibyān ul Qur'ān,1:431

[34]طبری؛ابو جعفر؛جامع البیان:4/86

Ṭabrī, Abu Ja'far, Jām'e al Bayān,4:86

[35]۔ابن رشد/المالکی،بدایۃ المجتہد:2/447

Ibne Rushad, Al Mālikī, Badāyat ul Mujtahid,2:447

[36]۔البقرۃ2؛226

Al Baqarah, 2:226

[37]۔ماوردی،ابی الحسن،النکت والعیون:1/295

Abi al Ḥasan, Al Nukat al U'yun,1:295 Māwardī

[38]۔شوکانی/ابن محمد،فتح القدیر/1/237

Shoukānī, Ibne Muḥammad, Fataḥ al Qadir,1:237

[39]۔بخاری،محمد بن اسماعیل کتاب الطلاق باب الخلع وکیف الطلاق فیہ رقم الحدیث/2112

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'il, Kitāb al Ṭalāq bāb al Khula' wa Kaif al Ṭalāq Fehi,Raqam al Ḥadith:2112

[40]۔ترمذی،محمد بن عیسیٰ،کتاب الطلاق،باب ماجاء فی المختلعات/رقم الحدیث/187

Tirmizī, Muḥammad bin I'sa, Kitāb al Ṭalāq, bāb mā jā fī al Mukhtalā't,Raqam al Ḥadith:187

[41]۔مرغینانی۔برہان الدین/الہدایہ/2/162/(مکتبۃ البشریٰ/کراچی)

Murghinānī, Burhān ul Deen, Al Hadāya,(Maktaba al Bushra,Karāchī),2:162

[42]ابن رشد،المالکی/بدایۃ المجتہد،2/203

Ibne Rushad, Al Mālikī, Badāyat ul Mujtahid,2:203